3۔دل نادان تجھے ہوا کیا ہے؟

مرزا اسد اللہ خان غالب

(1797ء۔۔۔۔1869ء)

ابتدائی حالات:

اصل نام سعد اللہ خان اور تخلص غالب تھا۔ آپ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مرزا عبداللہ بیگ تھا۔ غالب کی عمر پانچ برس لڑائی میں مارے گئے والد کے انتقال کے بعد بعد ازاں کی پرورش ان کے چچا نصر اللہ بیگ کے سپرد ہوگی جو انگریزی فوج میں ملازم تھے۔ وہ بھی جلد ہی انتقال کر گئے تو یہ اپنی والدہ کے ساتھ دلی آگئے بچپن میں انہوں نے شیخ منظم سے تعلیم حاصل کی بعد میں انہوں نے عبد الصمد سے فارسی میں مہارت حاصل کی دہلی میں تیرہ برس کی عمر میں ان کی شادی نواب الہی بخش معروف کی بیٹی سے ہوئی۔

مرزا غالب کو پینشن ملتی تھی جس کے اضافے کے لیے انہوں نے کلکتے کا سفر بھی کیا مگر اس میں اضافہ نہ ہوا چنانچہ معاشی تنگدستی رہی، وجہ [illegible] 1950 میں بادشاہ کی ملازمت [illegible] کی۔ 1857ء کی جنگ آزادی کی وجہ سے پینشن بھی بند ہوگئی اور شاہی ملازمین بھی جاتی رہی۔ نواب یوسف علی خان والی رام پور نے سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کیا جو تاحیات انہیں ملتا رہا۔ عمر کا آخری حصہ بیماریوں میں گزرا۔ انہوں نے دہلی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

وسعت نظر:

غالب نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ اردو شاعری میں ان کا مقام بہت بلند ہے، جسے سب نے تسلیم کیا ہے وہ بہت زیادہ وسعت نظر رکھتے تھے۔ غالب ہر دور کے اہم شاعر ہیں ان کی فنی عظمت کو ہر ایک نے سراہا ان کی ہمہ گیر شخصیت کی طرح ان کی شاعری میں بھی بڑا تنوع پایا جاتا ہے۔ ان کے ہاں

موضوعات کا ایک ایک سلسلہ نظر آتا ہے ان کی اردو غزل مضامین کی رنگارنگی وسعت نظر، آفرینی، نادر تشبیہات و استعارات نہیں الفاظ ترکیب طنزوظرافت آفاقیت اور جدت ادا کی بدولت بہت اعلی پائے کی ہے ان کی خصوصیات کی بدولت انہیں اردو شاعروں کی صف اولین میں ممتاز جگہ ملی ہے۔

تصانیف: غالب کی اہم تصانیف ہیں: "دیوان غالب (اردو)""۔ دیوان فارسی"، "گل رعنا "، "مہر نیم روز"، "وستنبو"، "قاطع برہان""طئف غیبی"، "عو ہندی" اور" اردوئے معلی" شامل ہیں۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معای	الفاظ	عانی
بیزار	ناراض، ناخوش	دلِ ناداں	نا سمجھ دل
ماجرا	معاملہ	مدعا	مقصد، مراد
مشتاق	شوق رکھنے والا	نثار کرنا	قربان کرنا

Page 3 / 3

غزل کے اشعار کی تشریح

شعر1۔ دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے

تشریح:

غالب کا یہ سادہ سا شہر اپنے اندر معنویت اور فکر انگریزی لیے ہوئے ہے۔قدرت نے غالب کو فکر اور احساس عطا کیا ہے غالب اسیری میں اپنے دل سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے دل تجھے کیا ہوگیا ہے لہ محبوب کے جو ستم کے باوجود تو اس کی طرفداری کر رہا ہے تو اپنی نادانی کی وجہ سے مریض عشق بن رہا ہے اگر تیرا یہی حال رہا تو پھر تو جیسے بیمار عشق کا علاج میں کیسے کروں گا۔

شعر2۔ ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار

یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

تشریح:

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ہے تضاد عشق میں ایسا مقام آیا تو کیا کروگے

میں رو رہا ہوں تو ہنس رہے ہو میں مسکرایا تو کیا کروگے

کسی بھی شاعر اپنے محبوب کی دیدار کا متمنی ہے۔اسی نقطہ کی وضاحت کرتے ہوئے شاعر اس بات کا تقاضہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ عشق عاشق اور محبوب کی باہمی تعلقات و رضامندی سے ہی نام پیدا کرنا ہے ۔عشق میں تضاد عشق کی تباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے غالب بھی نہیں ہمارے اور میوہ کے درمیان قطعی متضاد کیفیت پائی جاتی ہے۔ ہم نے بہو کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں اور اس کی خاطر ہر مشکل کو برداشت کرتے ہیں لیکن وہ ہے کہ ہمیں خاطر ہی میں نہیں لاتا ہر وقت بیزار رہتا ہے اور دور رہتا ہے۔

شعر3۔

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں

کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

تشریح:

اس شعر میں شاعر اپنے محبوب سے شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم تو اپنی تمام تر پریشانیاں بغیر کسی رعایت کے سب سے کہہ دیتے ہو اور غیروں سے ان کا حال احوال دریافت کرتے ہو۔ ہمارے پاس بھی سکھائے تو کے انبار لگے ہوئے ہیں جن کو بیان کرنے کے لئے کئی دفاتر درکار ہیں لیکن ہمارا محبوبہ کے ہم سے ہماری احوال پرستی نہیں کرتا، وہ میرے دل کی خواہش کا خیال نہیں لگتا میری یہ دلی خواہش ہے کہ میرا محبوب میرے حال دل سے آگاہ ہو جو ہم اسے اپنا دکھ بتا سکیں۔

فرصت کسے تھی جو میرے حالات پوچھتے

ہر شخص اپنے بارے میں کچھ سوچتا ملا

شعر4۔ ہم کو ان سے وفا کی ہے امید

جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

تشریح:

کسی سے مصر اپنے محبوب کی معصومیت اور لاپرواہی سے نالاں ہے ۔وہ اس کے اصل مفہوم سے ناآشنا ہے شاعر کہتا ہے کہ محبوب کو معلوم نہیں کہ اس کسے کہتے ہیں۔ اس لیے اسے محبت وفا کی امید رکھنا بے کار ہے۔ ہمارے محبوب کی ذاتظلم و ستم جفا اور بے وفائی کا دوسرا نام ہے لیکن ہم ایک سچے عاشق کی طرح نے کہ محبوب

کی بے وفائی کے باوجود اسے ٹوٹ کر چاہتے ہیں کہ شاید کبھی اس کا دل ہماری طرف مائل ہو جاؤ اور ہماری امیدوار آجائے۔

ہم ان سے حالِ دل رو رو کے کہتے ہیں

وہ ہنس ہنس کے ہم کو دیوانہ کہتے ہیں

شعر5۔ ہاں بھلا کر تیرا بھلا ہوگا

اور درویش کی صدا کیا ہے

تشریح:

ہماری شاعری کی روایت کے مطابق خود کو ایک مثال بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ غالب اپنے محبوب سے کہہ رہے ہیں کہ اگر تو دستور عشق کے مطابق ہم پر التفات نہیں کرتا تو نہ سہی ۔ لیکن میں تجھ سے ایک فقیر کی طرح سوال کرتا ہوں کہ میرا دامن محبت کی موتیوں سے بھر دے مجھے خالی ہاتھ نہ بھیج۔ یعنی دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کی روایت کو جاری و ساری رکھ تاکہ اس کے صلہ میں تجھے بھی اچھا اجر ملے شاعر اپنے محبوب کو کسی قسم کی آزمائش میں بتلا نہیں دیکھنا چاہتا زمانے کی روایات کے مطابق میری جھولی میں تھوڑی سی خوشیاں ہی ڈال دے اللہ تجھے اس کا اجر دے گا۔

شعر6۔ جان تم پر نثار کرتا ہوں

میں نہیں جانتا دعا کیا ہے؟

تشریح:

محبت کا پودا قربانی کی کرنوں سے پروان چڑھتا ہے۔ اس شعر میں شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ میں زبانی باتوں سے کام چلانے والا نہیں، بلکہ میرے دل میں اپنے محبوب کے لئے بڑی چاہت ہے اور میں اس چاہت کی خاطر اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا غالب کہتے ہیں کہ میں محبت میں خود کو اپنی محبوب پر قربان کر دوں گا۔ لیکن یہ دعا ہرگز نہ کروں گا کہ خدا میرے محبوب کو میری طرف مائل کردے بلکہ اس کی ہر خوشی پر سر سلیم خم کروں گا میں ایک سچا عاشق ہوں اور ایک سچا عاشق بھی مرض یار کے خلاف کوئی کام نہیں رتا اسی لئے میں بھی اسلی مرضی کے خلاف کوئی دعا نہیں کروں گا لیکن اسے تمام عمر چاہتا رہوں گا۔

شعر7۔ میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب

مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

تشریح:

اس شعر میں غالب کہتے ہیں کہ دنیا جو بھی چیز دے اسے لے لو کیونکہ دنیا والے جو کچھ نفرت یا محبت دیتے ہیں اس میں کچھ بھی جمع پونجی خرچ نہیں کرنی پڑتی اس لئے اے غالب ! جو کچھ تمہارے ہاتھ لگے اسے مت ٹھکراو۔ یہی بات وہ اپنے معشوق کو بھی سمجھا دینا چاہتے ہیں کہ میں تمہاری نظر میں کچھ بھی نہیں ہوں لیکن دوسری طرف یہ بھی تو دیکھو کہ مجھے حاصل کرنے کے لئے تمہیں کچھ بھی محنت نہیں کرنی پڑ رہی بغیر کوئی قیمت ادا کیے تمہیں مل رہا ہوں اس لئے مجھے قبول کر لو۔

حل مشقی سوالات

1۔ غالب کی غزل کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر کو کن سے وفا کی امید ہے؟

جواب: شاعر کو اپنے محبوب سے وفا کی امید ہے جو وفا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

(ب) شاعر نے کسے ناداں کہاں ہے؟

جواب: شاعر نے اپنے دل کو ناداں کہا ہے جو دوسروں کی باتوں پر فوراً اعتبار کر لیتا ہے۔

(ج) کون مشتاق ہے کون بیزار؟

جواب: شاعر اپنے آپ کو مشتاق کہتا ہے اور محبوب کو بیزار کہہ رہا ہے۔

(د) درویش کے لب پر کیا صدا ہے؟

جواب: درویش کے لب پر یہ صدا ہے کہ دوسروں کے ساتھ بھلا کر تیرا خود بخود بھلا ہوگا۔

(ہ) غالب نے مقطع میں محبوب کو اپنی کیا قیمت بتائی ہے؟

جواب: غالب نے مقطع میں محبوب کو بتایا ہے کہ میں مفت مل سکتا ہوں یعنی ایک بے کار محبت کرنے والا انسان مفت بھی مل جائے تو کیا برائی ہے۔

2۔ درج ذیل کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

دلِ ناداں، مشتاق، بیزار، ماجرا، مُدعا، صدا

الفاظ	معانی	جملے
دلِ ناداں	ناسمجھ	اے میرے دلِ ناداں! تو اس قدر بے چین کیوں ہے؟
مشتاق	چاہنے والا	عاشق ہر وقت اپنے محبوب کا مشتاق رہتا ہے۔
بیزار	ناراض، ناخوش	میں ٹی وی دیکھتے بیزار ہوگیا۔
ماجرا	قصہ، معاملہ	یہ ماجرا کب ختم ہوگا؟
مدعا	مقصد، مراد	ہمیں اپنی تخلیق کا مدعا سمجھنا چاہیے۔
صدا	آواز	موذن کی صدا گور سے سنو۔

3۔ اس غزل کے دوسرے شعر میں "مشتاق" اور بیزار کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایسے الفاظ متضاد الفاظ کہلاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

نادان، دِن، نیکی، موت، آزاد

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
ناداں	دانا	موت	زندگی
دن	رات	آزاد	غلام
نیکی	بدی		

4۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

مشتاق، مدعا، وفا، صدا، نثار

جواب: مُشْتَاق، مُدَّعَاْ، وَفَاْ، صَدَاْ، نِثَاْر۔

5۔ اس غزل میں قافیے آئے ہیں، انہیں ترتیب وار اپنی کاپی پر لکھیں۔

جواب: قافیے: (ہوا، دوا، ماجرا، مدعا، وفا، صدا، برا)

6۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
درد	نثار	دوا
مشتاق	صدا	بیزار
منہ	دوا	زبان
درویش	بیزار	صدا
جان	زبان	نثار

7۔ متن کے مطابق درست الفاظ کی مدد سے مصرع مکمل کریں۔

(الف) دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟

(ب) مفت ہاتھ آئے تو برا ہے؟

(ج) یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟

(د) ہم کو ان سے، وفا کی ہے امّید

(ہ) کاش پوچھو کہ مدّعا کیا ہے؟

(و) جان تم پر نثار کرتا ہوں

(ز) اور درویش کی صدا کیا ہے؟

8۔ درج ذیل میں سے مذکر اور مونث الفاظ الگ الگ کریں۔

دل، صدا، مدعا، دعا، ماجرا

مذکر الفاظ: دل، مدعا، ماجرا

مونث الفاظ: صدا، جان، دعا

Page 6 / 6